دعوت، قرآن اور انسانی نفسیات

حافظ محمد سجاد تنزالوی ○

قرآن مجید کا موضوع انسان کی فلاح اور اس کا خسران ہے۔ اس کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ ظاہربینی یا قیاس آرائی یا خواہش کی غلامی کے سبب سے انسان نے اللہ اور نظام کائنات، اپنی ہستی اور اپنی دنیوی زندگی کے متعلق جو نظریات قائم کیے ہیں اور ان نظریات کی بنا پر جو رویے اختیار کر لیے ہیں، وہ سب حقیقت نفس الامری کے لحاظ سے غلط اور نتیجے کے اعتبار سے خود انسان ہی کے لیے تباہ کن ہیں۔

قرآن مجید کا مدعا انسان کو اس صحیح رویے کی طرف دعوت دینا اور اس ہدایت کو واضح کرنا ہے جسے انسان اپنی غفلت سے گم اور اپنی شرارت سے مسخ کرتا رہا ہے۔ قرآن مجید نے بہت سے مواقع پر انسانی نفس کے ان رجحانات کی طرف واضح اشارات کیے ہیں جن کی وجہ سے وہ دعوت حق کو قبول کرنے سے احتراز کر سکتا ہے۔

قرآن زمین و آسمان کی ساخت پر، انسان کی خلقت پر، آثار کائنات کے مشاہدات اور گزری ہوئی قوموں کے واقعات پر گفتگو کرتا ہے۔ مختلف قوموں کے عقائد و اخلاق و اعمال پر تنقید کرتا ہے۔ **مابعد الطبیعی** امور اور وسائل کی تشریح کرتا ہے اور ایسی بہت سی دوسری چیزوں کا ذکر بھی کرتا ہے، مگر اس لیے نہیں کہ اسے طبیعات یا تاریخ یا فلسفہ یا کسی اور فن کی تعلیم دینی ہے بلکہ اس لیے کہ اسے حقیقت نفس الامری کے متعلق انسان کی غلط فہمیاں دور کرنی ہیں، اصل حقیقت لوگوں کو ذہن نشین کرانی ہے، خلاف حقیقت رویہ کی غلطی اور اس کا برا انجام واضح کرنا ہے اور اس رویے کی طرف دعوت دینی ہے جو مطابق حقیقت اور خوش انجام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہر چیز کا ذکر، انسانی نفس کے دعوت قبول کرنے کا موقع محل اور اسے قبول کرنے کی صلاحیت اور سماجی مفادات کو پیش نظر رکھ کر ہی، اس انداز میں کرتا ہے، جس سے انسان کے نفس کی حقیقت واضح ہوتی ہے۔

○ پروفیسر، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد

دعوت قرآنی اور انسانی نفسیات کا لحاظ

انسان کے اندر مختلف میلانات و داعیات پائے جاتے ہیں۔ انھی داعیات کو انسانی زندگی میں محرکات حیات (motive) کی حیثیت حاصل ہے۔ انسان مختلف جذبات و احساسات کا مرقع ہے اور فکر و نظر اور احساسات و جذبات کی تکمیل میں زندگی کے ارتقا کا سارا راز پوشیدہ ہے۔

قرآن حکیم نے انسانی جبلتوں کو حقیقت کی علامت قرار دیا ہے۔ اس طرح وہ محسوس طور پر انسان کو اس حقیقت سے ہم کنار کرتا ہے جو محسوسات سے ماورا اور تغیرات سے بالاتر ہے اور جس تک رسائی حاصل کر کے انسان اپنی وسعتوں میں کائنات اور وجود حیات کی لامتناہی گنجایشوں کو سمو لیتا ہے۔ اس کی متلاشی روح اس مرکز حیات کو پا لیتی ہے جس کے گرد کائنات کی ساری اشیا گردش کر رہی ہیں۔ اسے ابدی حسن تک رسائی حاصل ہو جاتی ہے جس کی کارفرمائیوں سے کائنات کا کوئی گوشہ خالی نہیں ہے اس کی نگاہ ایک ایسی بلند ترین قسم کی وحدت سے آشنا ہو جاتی ہے جس میں تمام جھگڑے فنا ہو جاتے ہیں جہاں خارجی دنیا کے پھیلے ہوئے مناظر جذبات، انسان کا خیر مقدم کرتے نظر آتے ہیں۔ قرآن مجید انسانی جبلتوں کو رفعت، وسعت اور لطافت عطا کرتا ہے۔ انھیں حقیقتوں کا مظہر قرار دے کر انسان کی زندگی کے اعلیٰ مفہوم سے آگاہ کرتا ہے۔ قرآن نے اپنے دعوتی طریق میں انھی میلانات و داعیات کو اپیل کیا ہے، جو انسان کی فطرت میں شامل ہیں اور جن کو اختیار کرنا انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ہے۔

انسان کے ان فطری داعیات و احساسات کی تہذیب اور ان کو دعوت حق کے لیے ابھارنے اور آمادہ کرنے کے لیے جو عوامل کارآمد ہو سکتے ہیں، نفسیات کی اصطلاح میں ان کو درج ذیل نام دے سکتے ہیں: ۱۔ محرکات ۲۔ جذبات ۳۔ توجہ ۴۔ التفات۔

۱۔ محرکات

محرکات وہ عوامل ہوتے ہیں جو کسی فرد کے اندر کسی کام کی تحریک پیدا کرتے ہیں یا شوق بڑھاتے ہیں۔ دنیا میں رونما ہونے والے تمام کے تمام واقعات کسی نہ کسی محرک کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ عام محرکات میں بھوک، پیاس، جنسی کشش وغیرہ شامل ہیں چونکہ زیر تحقیق موضوع کا تعلق دعوت و تربیت انسانی سے ہے، اس لیے ہمارے مطالعے کا موضوع وہ محرکات ہیں جو اس مقصد کے لیے کارگر ثابت ہوتے ہیں، ان میں چیدہ چیدہ درج ذیل ہیں:

(الف) انعامات، فائدے کا حصول، معاوضہ، ترغیب۔ (ب) تہدید، سزا، ترہیب۔ (ج) کامیابی اور ناکامی کا احساس۔ (د) داد و تحسین، حوصلہ افزائی۔

(الف) انعامات: اچھی کارکردگی پر انعام بہترین محرک ہے جو انعام پانے والے کو اور دوسروں کو بہتر کارکردگی پر ابھارتا ہے۔ قرآن مجید نے اپنے دعوتی اسلوب میں انعامات کا تذکرہ دو انداز سے کیا ہے۔ ۱۔

گذشتہ انعامات کا تذکرہ ۲۔ آیندہ انعامات کی تحریص۔

گذشتہ انعامات کا تذکرہ اور احسانات کا ذکر کسی کام کی طرف راغب کرنے کا بہترین ہتھیار ہوتا ہے۔ مثلاً اگر والدین کی اطاعت پر کسی کو ابھارنا ہو تو والدین کی ان قربانیوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو انھوں نے بچے کے لیے دیں۔ پھر اس سے استفادہ کرتے ہوئے غیرت دلائی جاتی ہے کہ اگر انھوں نے تم پر احسان کیے ہیں تو تمھارا بھی یہ فرض ہے کہ ان کی اطاعت کرو۔

قرآن حکیم میں اس قسم کے احسانات اور انعامات کا ذکر فرما کر انسان کو دعوت حق کی طرف بلایا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

> يَاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ ..... وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (البقرہ ۲:۲۱-۲۲) اے لوگو، اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمھیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ، جس نے تمھارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی برسایا۔ پھر اس نے تمھارے کھانے کے لیے پھل پیدا کیے، پس کسی کو خدا کا ساجھی نہ بناؤ اور تم جانتے بھی ہو۔

سورۂ قریش میں یہی انداز و اسلوب اختیار کرتے ہوئے ان کو دعوت و ہدایت پیش کی گئی ہے (قریش ۱۰۶:۱-۴)۔ قرآن مجید نے انعامات کے دوسرے انداز میں نیک اعمال پر جزائے خیر کی امید دلائی ہے اور مجرد معاوضہ کا ہی ذکر نہیں کیا بلکہ حسی اور معنوی دونوں نعمتوں و انعامات کو بیان کرتے ہوئے، دل کش انداز اختیار فرمایا ہے مثلاً:

> وَجَزٰهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً .... وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ○ (الدھر ۷۶: ۱۲-۲۲) اور (اللہ تعالیٰ) ان کے صبر کے بدلے (بہشت کے) باغ اور ریشم کی پوشاک عطا فرمائے گا۔ وہاں وہ تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔ نہ وہاں آفتاب کی دھوپ دیکھیں گے اور نہ شدت کی سردی، اور گھنے درختوں کے سائے ان پر جھکے ہوئے ہوں گے اور میووں کے گچھے ان کے بہت قریب اور ہر طرح سے ان کے اختیار میں ہوں گے۔ اور ان کے سامنے چاندی کے ساغر اور شیشے کے نہایت شفاف گلاس کا دور چل رہا ہو گا اور شیشے بھی کانچ کے نہیں چاندی کے جو ٹھیک اندازے کے مطابق بنائے گئے ہیں۔ اور وہاں انھیں ایسی شراب پلائی جائے گی جس میں زنجبیل (کے پانی) کی آمیزش ہو گی۔ یہ بہشت میں ایک چشمہ ہے جس کا نام سل سبیل ہے اور ان کے سامنے ہمیشہ ایک حالت پر رہنے والے نوجوان لڑکے چکر لگاتے ہوں گے کہ جب تم ان کو دیکھو تو سمجھو کہ بکھرے ہوئے موتی ہیں اور جب تم وہاں نگاہ اٹھاؤ گے تو ہر طرح کی نعمت اور عظیم الشان سلطنت دیکھو گے۔ ان کے اوپر سبز کریپ اور اطلس کی پوشاک ہو گی اور انھیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کا پروردگار انھیں نہایت

پاکیزہ شراب پلائے گا۔ یہ یقیناً تمھارے لیے ہو گا (تمھارے اعمال کی) جزا اور تمھاری کوشش کی شکر گزاری۔

لوگوں کی متعدد اقسام اور مختلف درجات ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ زندگی کے محسوس پہلو کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور کچھ لوگ اس کے معنوی پہلو کو ترجیح دیتے ہیں اور متعدد لوگ ان دونوں حالتوں کے درمیان میں رہتے ہیں اور بسااوقات ایک ہی لمحے میں ان دونوں حالتوں سے گزرتے رہتے ہیں۔ اس لیے قرآن مجید نے نعمتوں کے بیان میں حسی اور معنوی دونوں نعمتوں کا ذکر کیا ہے اور محسوس نعمتوں کو اس قدر خوب صورت اور دل کش انداز میں بیان کیا ہے کہ وہ لوگ جو عالم محسوسات کو ترجیح نہیں دیتے وہ بھی ان نعمتوں کے تذکرے سے لطف اندوز ہو سکیں۔

قرآن مجید ان انعامات و ترغیبات کو بار بار بیان کر کے ان امور کو نفس انسانی کی گہرائیوں میں اجاگر کرتا ہے اور ان کے ذریعے ایسی شعوری اور لاشعوری قوت کو ابھار دیتا ہے جو ہر وقت خیر کی جانب متوجہ رکھتی اور برائیوں سے دور لے جاتی ہے۔

(ب) تہدید (سزا): یہ محرک اس سے قبل ذکر کیے گئے محرک کی ضد ہے۔ اس سے بھی دو طرح فائدہ اٹھایا جاتا ہے:

۱۔ ایک تو ان لوگوں کا ذکر کر کے جن کو برے اعمال کی سزا مل چکی ہے یا دوسرے لفظوں میں ان پر عذاب آچکا ہے۔

۲۔ برے اعمال پر آیندہ سزا کا ذکر کر کے اسے "وعید" کا نام دیا جاتا ہے۔

پہلے طریقے میں بدکار لوگوں کے انجام کا ذکر کر کے ان سے عبرت پکڑنے کی تحریک دلائی گئی ہے۔ حضرت نوحؑ، حضرت شعیبؑ، حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ، حضرت لوطؑ، حضرت موسیٰؑ اور دیگر انبیاے کرام کی امتوں کا انجام بیان کر کے ایسے کاموں سے اجتناب کا حکم دیا گیا جو ان قوموں کے لیے عذاب کا سبب بنے۔ مثلاً سورہ ہود میں حضرت موسیٰؑ کی دعوت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ ...... وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ۝ (ھود ۱۱: ۹۶-۹۸) اور موسیٰؑ کو ہم نے اپنی نشانیوں اور کھلی سند ماموریت کے ساتھ فرعون اور اس کے اعیان سلطنت کی طرف بھیجا، مگر انھوں نے فرعون کے حکم کی پیروی کی، حالانکہ فرعون کا حکم راستی پر نہ تھا۔ قیامت کے روز وہ اپنی قوم کے آگے آگے ہو گا اور اپنی پیشوائی میں انھیں دوزخ کی طرف لے جائے گا۔ کیسی بدتر جائے ورود ہے یہ جس پر کوئی پہنچے۔

خوف انسانی زندگی کے اہم تاثرات میں سے ہے۔ یہ ایک فطری تاثر ہے جسے انسان ایسے خطرناک مواقع پر محسوس کرتا ہے جن میں اسے اذیت اور ضرر لاحق ہو، یا اس کی زندگی کو ہلاکت یا موت کا خطرہ

در پیش ہو۔ خوف حیات انسانی کے لیے مفید ہے کیونکہ خوف کی وجہ سے آدمی خطرے کی جگہوں سے بچتا ہے اور ان چیزوں سے دور رہتا ہے جو اسے اذیت اور ضرر پہنچا سکتی ہیں۔ خوف کی سب سے اہم قسم جس کے انسان کی زندگی میں بڑے فوائد ہوتے ہیں وہ اللہ کے عذاب سے خوف ہے۔ اللہ کے عذاب سے خوف انسان کو اپنی دینی ذمہ داریوں کو پابندی سے ادا کرنے، اللہ کو راضی کرنے والے اعمال کی انجام دہی، اللہ کی منہیات سے بچنے اور گناہوں کے ارتکاب سے دور رہنے پر آمادہ کرتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ (الانعام ۶:۵۱) اور اے نبیؐ، آپؐ اس (علم بالوحی) کے ذریعے سے ان لوگوں کو نصیحت کریں جو اس کا خوف رکھتے ہیں کہ اپنے رب کے سامنے پیش کیے جائیں گے۔

عذاب کا بیان کرنے والی آیات بہت ہیں۔ ان میں سے چند آیات بیان کرتے ہیں جو تمام مراحل پر مشتمل ہیں مثلاً:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ط كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ط (النساء ۴:۵۶) جن لوگوں نے ہماری آیات کو ماننے سے انکار کر دیا ہے انھیں بالیقین ہم آگ میں جھونکیں گے اور جب ان کے بدن کی کھال گل جائے گی، تو اس کی جگہ دوسری کھال پیدا کر دیں گے تاکہ وہ خوب عذاب کا مزا چکھیں۔

قرآن کریم نے تخویف کا ایک طریقہ یہ بھی اختیار کیا ہے کہ عذاب حسی اور عذاب معنوی کو اس طرح ملا کر بیان کیا ہے کہ اس میں عذاب حسی کا پہلو غالب ہے۔

فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ط يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ○ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ○ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ○ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ق وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ○ (الحج ۲۲: ۱۹-۲۲) ان میں سے وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، ان کے لیے آگ کے لباس کاٹے جائیں گے۔ ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا۔ جس سے ان کی کھالیں ہی نہیں پیٹ کے اندر کے حصے تک گل جائیں گے اور ان کی خبر لینے کے لیے لوہے کے گرز ہوں گے جب کبھی وہ گھبرا کر جہنم سے نکلنے کی کوشش کریں گے پھر اسی میں دھکیل دیے جائیں گے کہ چکھو اب جلنے کی سزا کا مزہ"۔

اور کہیں، کہیں قرآن مجید میں عذاب معنوی کو عذاب حسی پر غالب کر کے بیان کیا گیا ہے:

نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ○ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ○ (الھمزہ ۱۰۴: ۶-۷) اللہ کی آگ خوب بھڑکائی ہوئی جو دلوں تک پہنچے گی۔

عذاب سے متعلق مندرجہ بالا آیات تمام جملہ درجات و انواع پر مشتمل ہیں۔ کیونکہ انسانوں کی نفسیاتی

ساخت باہم ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ زیادہ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو محسوس اور مادی اشیا کو مدنظر رکھتے ہیں اور کچھ لوگ اس معیار سے بلند ہوتے ہیں اور ان کی نظر میں معنوی حالات اور نفسیات کیفیات کی بھی اہمیت ہوتی ہے اور یہ حالات و کیفیات ان پر اثرانداز بھی ہوتے ہیں بلکہ شخص واحد مختلف حالات میں مختلف کیفیات سے گزرتا ہے اور اس پر بعض ظروف و احوال میں محسوس امور اثرانداز ہوتے ہیں اور بعض دوسرے ظروف و حالات میں دوسرے امور اثرانداز ہوتے ہیں۔ اسی لیے قرآن مجید نے ہر درجے اور ہر مرحلے کے خوف کو موثر طریقے پر پیدا کیا ہے تاکہ تمام انسانوں کو اور انسانوں کے جملہ حالات کو جامع ہو جائے۔

(ج) **کامیابی اور ناکامی کا احساس**: انسان کو وہی مطلوب ہے جس میں اس کا فائدہ ہو اور وہ اس سے بچتا ہے جس میں اسے نقصان کا اندیشہ ہو۔ اگر انسان کو صحیح طور پر معلوم ہو جائے کہ اس کا واقعی فائدہ کیا ہے اور حقیقی نقصان کا موجب کیا ہو سکتا ہے تو پھر وہ اسی کی روشنی میں اپنے لیے کوئی راہ متعین کرتا ہے۔ قرآن مجید میں پوری قوت کے ساتھ یہ بات سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ انسان کے لیے نفع و نقصان کا حقیقی معیار کیا ہے؟ قرآن نے اس بات کو ذہن نشین کرایا ہے کہ ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے (اٰل عمرٰن ۳: ۱۸۵)--- اور یہ کہ قیامت کے دن انسان کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا (اٰل عمرٰن ۳: ۱۸۵) اور جو کچھ انسان اس دنیا میں اعمال کرتا ہے چاہے وہ برے یا نیک اعمال ہوں، انھی کے مطابق اس کی کامیابی و ناکامی کا دار و مدار ہے۔ قرآن مجید نے اطاعت الٰہی اور اطاعت رسولؐ کو کامیابی و فلاح کی اساس قراردیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

> وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ○ (**الاحزاب ۳۳: ۷۱**) اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی۔

اور اس کے علاوہ نفس انسانی کو یہ بتایا گیا کہ فجور اور تقویٰ کے الگ الگ نتائج ہیں اور نیکی اور بدی کی تمیز انسان کو کرائی گئی ہے اور فرمایا گیا ہے کہ:

> قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ○ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ○ (**الشمس ۹۱: ۹-۱۰**) **یقیناً** فلاح پا گیا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اس کو دبایا۔

یعنی یہ کہ جو اپنے نفس کو فجور سے پاک کرے، اس کو ابھار کر تقویٰ کی بلندی پر لے جائے، اور اس کے اندر بھلائی کو نشوونما دے، وہ فلاح پائے گا۔ قرآن مجید نے ان اخلاقی صفات کو بھی بیان کیا ہے جو کامیابی کے لیے درکار ہیں اور جو دنیا و آخرت کی فلاح و کامیابی کے لیے ضروری ہیں۔

حوصلہ افزائی

کبھی کبھی حالات کی مشکلات کے سامنے انسان ہتھیار ڈال دیتا ہے اور وہ سمجھ لیتا ہے کہ ان کا مقابلہ

کرنے اور ان سے کامیابی سے نپٹنے کی اس میں ہمت ہی نہیں۔ ایسے میں حوصلہ افزائی ایک ایسا محرک ہے جو اسے ایسی غیر مرئی قوت عطا کر دیتی ہے جس سے وہ ہاری ہوئی بازی جیت جاتا ہے۔ تاریخ عالم میں ایسی کئی مثالیں موجود ہیں جن میں حوصلہ افزائی کے سحر انگیز اثر کے نمونے موجود ہیں۔

قرآن مجید میں اس نفسیاتی پہلو سے بھی استفادہ کیا گیا ہے، مثلاً مسلمانوں کو جنگ کے لیے ابھارنے کی غرض سے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ (اٰلِ عمرٰن ۳:۱۳۹) اور تم ہمت مت ہارو اور رنج مت کرو اور اگر تم صحیح مومن ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔

داعی کو دعوتی کام کی اہمیت بتاتے ہوئے اس کی حوصلہ افزائی فرمائی، ارشاد ہوتا ہے:

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا (حٰم السجدة ۴۱: ۳۳) اور اس سے اچھا قول اور کس کا ہو سکتا ہے کہ جو اللہ کی طرف بلائے اور اعمال صالح کرے۔ (جاری)

جنوری ۲۰۰۰ کے ترجمان القرآن میں

☆ تحریک اسلامی کی حکمت عملی اور عالمی تناظر: قاضی حسین احمد

☆ زندگی کی ترجیحات، قرآنی اور نبویؐ دعاؤں کے آئینے میں: پروفیسر خورشید احمد

رمضان المبارک کے موقع پر ہماری نئی پیش کش

۱۔ رمضان المبارک: مستقبل کے لیے روشنی: خرم مراد — قیمت: ۵ روپے

۲۔ خطبات رسولؐ: مرتبہ: محمد رفیع الدین ہاشمی، صفحات: ۱۱۴ — قیمت: ۲۷ روپے

۳۔ اسلامی قیادت: خرم مراد، صفحات: ۹۶، — قیمت: ۲۱ روپے

۴۔ نالہ نیم شب: (دعائے رمضان) جیبی فولڈنگ کارڈ، ہدیہ ۵ روپے، کور کے ساتھ ۷ روپے

اس کے علاوہ: تحفہ رمضان ۱۰ کتابچے — قیمت: ۲۵ روپے

بدیہ رمضان ۵ کتابچے — قیمت: ۱۰ روپے

رمضان المبارک کے دیگر کتب و کتابچے بھی دستیاب ہیں

خواتین کمیشن کی رپورٹ پر ایک نظر: ثریا بتول علوی، صفحات: ۶۴، قیمت: ۹ روپے

منشورات، منصورہ، لاہور۔ فون: 5425356، فیکس: 7832194